# فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

**سوال**: طلاق بائن کیا ہے؟

**جواب**: جس طلاق کے بعد شوہر کے پاس رجوع کا حق باقی نہ رہے، اسے طلاق بائن کہتے ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (البقرة : ۲۳۰)

''اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے، تو اب وہ اس کے لیے حلال نہیں، تا آنکہ وہ عورت اس کے علاوہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے، تو ان دونوں (عورت اور سابقہ شوہر) کو دوبارہ (نکاح جدید کے ساتھ) میل جول کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، جنہیں کو جاننے والوں کے لیے واضح کر رہا ہے۔''

**سوال**: کسی ایسے عمل کو دین کا حصہ بنانا، جس پر دلیل شرعی قائم نہیں، کیسا ہے؟

(جواب): عبادات میں اصل حرمت ہے، جب تک کسی عمل کے عبادت ہونے پر دلیل شرعی قائم نہیں ہو جاتی، اسے عبادت نہیں بنایا جا سکتا۔ احکام شرعیہ میں بغیر دلیل کے کوئی حکم داخل کرنا بدعت ہے، جس کی ممانعت بالکل واضح ہے۔ ہر بدعت ظلمت وضلالت، اتباعِ نفس ہے اور انہدام اسلام ہے اور ہر بدعت سیئہ اور قبیحہ ہے۔ جس کام کی اصل قرآن وحدیث میں نہ ہو، وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ.

''اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کے لیے توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔''

(المعجم الأوسط للطّبراني : ٤٢٠٢، طبقات المحدّثين بأصبهان لأبي الشّيخ الأصبهاني : ٦٠٩/٣، المختارة للحافظ الضّياء المقدسي : ٢٠٥٤، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(التّرغيب والتّرهيب : ٨٦/١)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م: ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم کہتے ہیں کہ ''بدعت سے توبہ نہیں ہوتی۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بدعتی شریعت محمدیہ کے علاوہ کسی اور دین کا پیروکار ہوتا ہے، اس کے لیے برا عمل مزین کر دیا جاتا ہے اور وہ اسے اچھا سمجھتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ اس عمل سے توبہ نہیں کر سکتا، کیونکہ توبہ کے لیے اپنے عمل کو برا جاننا ضروری ہے، یا اس بات کا احساس ہونا ضروری ہے کہ میں نے واجب یا مستحب عمل کو ترک کر دیا ہے، لہٰذا جب تک وہ کسی برے کام کو اچھا سمجھتا رہے گا، تب تک توبہ نہیں کرے

گا، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ اس پر حق واضح کر کے رشد و ہدایت سے نواز دے، جیسا کہ اللہ نے کفار، منافقین اور بہت سے بدعتیوں اور گمراہوں کو ہدایت دی ہے۔"

(مجموع الفتاوٰی : ۹/۱۰)

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (م:۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَلَفُهَا؛ فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ : ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾(المائدة : ٤) فَمَا لَمْ يَكُنْ يَّوْمَئِذٍ دِيْنًا؛ لَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا .

"اگر آج کوئی شخص امت میں نیا کام جاری کرتا ہے، وہ کام جس پر اسلاف امت نہیں تھے، تو وہ باور کروا رہا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے۔ (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة : ٣) "آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے۔" جو چیز دور سلف میں دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں۔" (الإحكام لابن حزم : ٨٥/٦، وسندهٗ حسنٌ)

امام مالک رحمہ اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں یوں سمجھئے کہ میں اگر بدعت جاری کرتا ہوں، تو گویا میں یہ باور کروا رہا ہوں کہ دین ناقص تھا، جسے میں نے مکمل کر دیا، یہ کار ثواب

تھا، جسے نبی کریم ﷺ نے بیان نہیں کیا اور میں بیان کر رہا ہوں، یوں میں نبی کریم ﷺ سے تجاوز کی کوشش کرتا ہوں، ہر بدعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیش قدمی ہے، اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اہل ایمان بدعت کے تصور ہی سے کانپ کانپ جاتے ہیں۔

**سوال**: زندہ جانوروں کا گوشت کاٹنا کیسا ہے؟

**جواب**: زندہ اونٹ کی کوہان، دنبے کا کولہا یا کسی بھی جانور کا کوئی عضو کاٹنا جائز نہیں، اس سے منع کیا گیا ہے۔ کاٹا گیا گوشت مردار کے حکم میں ہے۔

❀ سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ، وَأَلْيَاتِ الْغَنَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيِّتٌ.

''رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے، تو وہاں کے لوگ (زندہ) اونٹوں کی کوہانیں اور بکریوں (دنبہ) کی چکلیاں کاٹ لیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زندہ جانور کا جو حصہ کاٹا جائے، وہ حرام ہے۔''

(سنن أبي داوٗد: 2858، سنن الترمذي: 1480، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (٨٧٦) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (٤/ ٢٣٩) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

**سوال**: اشعار کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: ہدی (منیٰ میں قربانی) کے لیے اونٹ کو داہنی جانب جو زخم لگایا جاتا تھا، اسے ''اشعار'' کہتے ہیں۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ مقام پر ادا کی، پھر اپنی اونٹنی منگوائی، اس کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا اور خون کو آس پاس لگا دیا اور اس کے گلے میں دو جوتے لٹکا دیئے، پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر بیداء پر چڑھ گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا تلبیہ پڑھا۔''

(صحیح مسلم: ١٢٤٣)

✿ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، يَرَوْنَ الْإِشْعَارَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

''اسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور دوسرے اہل علم کا عمل ہے، وہ اشعار کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: ٩٠٦)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قلادے پہنائے، اشعار کیا اور ہدی کے لیے

روانہ کردیا۔''

(صحیح البخاری : ١٦٩٦، صحیح مسلم : ٣٦٢/١٣٢١)

واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اشعار، جو کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت ہے، کو مثلہ کہتے ہیں، یعنی امام صاحب اُسے جائز نہیں سمجھتے۔ بعض الناس نے امام صاحب کے قول کی یہ تاویل کی ہے کہ جب لوگوں نے اشعار میں مبالغہ کیا، تو اس وقت امام صاحب نے مثلہ کہا ہے۔

لیکن یہ تاویل بلا دلیل ہے، اہل علم نے اس مسئلہ میں امام صاحب کا ردّ کیا ہے۔ ائمہ دین، محدثین کرام اور علمائے عظام رحمہم اللہ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

① حافظ خطابی رحمہ اللہ (٣٨٨ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْكَرَ الْإِشْعَارَ غَيْرَ أَبِي حَنِيفَةَ وَخَالَفَهُ صَاحِبَاهُ وَقَالَا فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''میں نہیں جانتا کہ کسی اہل علم نے اشعار کا انکار کیا ہو، سوائے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے، جبکہ قاضی ابو یوسف اور امام محمد نے اِن کی مخالفت کی ہے، دونوں شاگرد اس حوالے سے دیگر اہل علم کے موافق بات کرتے ہیں۔''

(مَعالم السّنن : 153/2)

② حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ اشعار اور ہدی والے اونٹوں کے گلے میں ہار پہننا مستحب ہے۔ سلف وخلف کے جمہور اہل علم کا یہی مؤقف ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اشعار بدعت ہے، کیونکہ یہ مثلہ ہے۔ ان کا یہ قول اشعار کے بارے میں بہت سی صحیح اور مشہور احادیث کے خلاف ہے۔ رہا ان کا

اشعار کو مثلہ کہنا، تو یہ درست نہیں، کیونکہ اشعار ایسے ہی ہے، جیسے فصد، سنگی، داغ دینا اور نشان لگانا ہوتا ہے۔'' (شرح مسلم : ٢٢٨/٨)

③ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (م١٩٧ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَنْظُرُوا إِلٰى قَوْلِ أَهْلِ الرَّأْيِ فِي هٰذَا، فَإِنَّ الْإِشْعَارَ سُنَّةٌ، وَقَوْلُهُمْ بِدْعَةٌ.

''اس بارے میں اہل رائے کے قول کو مت دیکھیں۔ اشعار سنت ہے، جبکہ ان کا قول خود بدعت ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٩٠٦، وسندهٔ صحيحٌ)

❀ ابو سائب سلم بن جنادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ہم امام وکیع رحمہ اللہ کے پاس تھے۔ انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی، جو کہ رائے میں دلچسپی رکھتا تھا، سے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے! آدمی کہنے لگا: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اشعار کو مثلہ کہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام وکیع رحمہ اللہ سخت غصہ میں آ گئے اور فرمانے لگے: میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اس طرح کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو قید کر لیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے، تاوقتیکہ آپ اپنے اس قول سے باز آ جائیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٩٠٦، وسندهٔ صحيحٌ)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ اہل سنت کے بہت بڑے امام وکیع رحمہ اللہ کس قدر

اتباعِ سنت کے جذبہ سے سرشار ہیں؟ حدیثِ رسول کے خلاف کچھ سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ حدیث کے خلاف رائے پیش کرنے والوں پر شدید غصہ کا اظہار فرما رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا ہی جذبہ صادقہ نصیب فرمائے، آمین!

④ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ فِي شَقِّ السَّنَامِ الْأَيْمَنِ وَسَلْتِ الدَّمِ عَنْهَا، ضِدَّ قَوْلِ مِنْ زَعَمَ أَنَّ إِشْعَارَ الْبُدْنِ مُثْلَةٌ، فَسَمّٰى سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُثْلَةً بِجَهْلِهِ.

''قربانی کے اونٹوں کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کرنے اور خون کو لتھڑنے کا بیان، اس شخص کے ردّ میں جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اونٹوں کو اشعار کرنا مثلہ ہے، اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نام مثلہ رکھ دیا ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة : ١٥٣/٤، ح : ٢٥٧٥)

⑤ حافظ ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحُكْمُ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ إِلَّا التَّوَهُّمُ وَالظَّنُّ وَلَا تُتْرَكُ السُّنَنُ بِالظُّنُونِ.

''(امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے) اس قول پر کوئی دلیل نہیں، سوائے وہم اور ظن وتخمین کے، جبکہ سنتیں ظن وتخمین کی بنا پر نہیں چھوڑی جا سکتیں۔''

(الاستذكار : ٢٦٤/٤)

⑥ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں اشعار کو مکروہ سمجھتا ہوں، یہ تو مثلہ ہے،

لیکن یہ کسی عالم کی ہفوات میں سے ہے کہ جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، اسے وہ مثلہ قرار دے۔ ہر اس عقل پر افسوس ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر گرفت کرتی ہے۔ ایسی عقل پر یہ لازم آتا ہے کہ اس کے نزدیک سنگی لگوانا، فصد کھولنا وغیرہ بھی مثلہ ہو اور وہ اس سے بھی رک جائے، نیز اس کے نزدیک ناک کاٹنے، دانت اکھیڑنے، کان کاٹنے وغیرہ کا قصاص لینا بھی مثلہ ہو اور چور اور فسادی آدمی کا ہاتھ کاٹنا بھی مثلہ ہو، شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا بھی مثلہ ہو، زمین میں فساد کرنے والے کو سولی دینا بھی مثلہ ہو۔ دراصل مثلہ تو اس نے کیا ہے، جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے فعلِ مبارک پر تنقید تک پہنچا دیا ہے، یہ وہ شخص ہے، جس نے اپنے نفس کا مثلہ کیا ہے۔ حالانکہ اشعار حجۃ الوداع میں کیا گیا تھا اور مثلہ سے ممانعت اس سے کئی سال پہلے ہو چکی تھی۔ ثابت ہوا کہ یہ مثلہ نہیں۔ یہ امام ابو حنیفہ کا ایسا قول ہے، جس میں ان کا کوئی سلف نہیں، نہ ہی ان کے ہم زمانہ فقہائے کرام میں سے کسی نے ان کی موافقت کی ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی تقلید کی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ ہم فتنہ (تقلید) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

(المُحَلّٰی : ۷/۱۱۱۔۱۱۲)

⑦ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''ہدی کو اشعار کرنے کے متعلق صحیح صریح اور محکم سنت کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ یہ اُصول کے خلاف ہے، کہ اشعار مثلہ ہے۔ اللہ کی قسم! یہ سنت باطل اُصولوں کے خلاف ہے، جو سنت کے لیے نقصان دہ نہیں۔ جبکہ حرام مثلہ ایسی زیادتی

والا عمل ہے، جو اللہ تعالیٰ شعائر کی نہ سزا ہو سکتی ہے اور نہ تعظیم۔ رہا اونٹ کی کوہان کو شق کرنا، جو کہ مستحب یا واجب ہے، تا کہ اس سے معمولی خون نکلے، تو یہ شعار اسلام کا اظہار ہے۔ اس سنت کا قیام جو کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ترین اُمور میں سے ہے، بالکل اُصول (شرعیہ) کے موافق ہے۔ قرآن کی کس آیت نے یا کس حدیث نے اشعار کو حرام کیا، کہ جو یہ اُصول کے خلاف ہو گیا؟ اشعار کو حرام مثلہ پر قیاس کرنا، دنیا کا فاسد ترین قیاس ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پسندیدہ چیز کو اللہ کی مبغوض، مغضوب اور ممنوع پر قیاس کرنا ہے۔ اگر اشعار کی صرف یہی حکمت ہوتی کہ یہ شعائر الٰہیہ کی تعظیم اور اظہار ہے، یہ لوگوں کے لیے ایک طرح علامت ہوتی ہے کہ یہ جانور بیت اللہ کی طرف اللہ تعالیٰ کے لیے قربان ہونے جا رہا ہے، جس طرح بیت اللہ میں اس کے تقرب کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے، اس کے برعکس اللہ کے دشمن یعنی مشرکین اپنے خداؤں کے لیے ذبح کرتے ہیں اور ان کے لیے نماز پڑھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا اور موحدین کے لیے یہ مشروع کر دیا کہ ان کی قربانیاں اور نمازیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں اور موحدین شعائر توحید کا خوب اظہار کریں، تا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ہر دین پر غالب کر دیں۔ تو یہ وہ صحیح اُصول ہے، جس کے موافق سنت نے اشعار کو مشروع کیا ہے، وللہ الحمد!''

(إعلام المؤقعين: 255/2)

**سوال**: نماز ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: وہ احادیث جن میں نماز ظہر کو گرمی کی وجہ سے ٹھنڈا کرنے کا حکم ہے، ان

سے مراد بقدر حاجت اول وقت سے کچھ مؤخر کرنا ہے۔ ہمارے ہاں تو موسم سرما میں بھی ظہر کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر احادیث کی خلاف ورزی ہے، جبکہ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ، زَوَالُ الشَّمْسِ .

''اجماع ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔''

(الإجماع : ٣٦)

**نیز دیکھیں:** (الأوسط لابن المنذر : ٣٢٦/٢، ٣٥٥، الإستذكار لابن عبد البر : ٣٨/١، التّمهيد لابن عبد البر : ٧١/٨، المبسوط للسّرخسي : ١٤٢/١، عارضة الأحوذي لابن العربي : ٢٥٥/١، بدائع الصّنائع للكاساني : ٣٥٠/١، المجموع للنووي : ٢٤/٣، فتح الباري لابن حجر : ٢١/٢، وغيرهم)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ......

''سورج ڈھل جائے، تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔''

(صحيح مسلم : ٦١٢/١٧٣)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ، فَسَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الحَرِّ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ہم نماز ظہر ادا کرتے، تو گرمی کی سوزش سے

بچنے کے لئے کپڑے پر سجدے کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ٥٤٢، صحيح مسلم : ٦٢٠)

❁ سیدنا جناب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا .

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گرمی میں نماز (ظہر) کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت قبول نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : ٦١٩)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ .

''زوال کے وقت ظہر کی نماز ادا کریں۔''

(موطأ الإمام مالك : ٧/١، وسنده صحيحٌ)

**سوال**: کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے: ''میں تمہیں بری کرتا ہوں۔''؟

**جواب**: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں ہیں، لہٰذا شوہر کی نیت کو دیکھا جائے گا، اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق مراد لی ہے، تو طلاق ہو جائے گی، ورنہ طلاق نہ ہوگی۔

**سوال**: اگر کوئی شخص ایک چیز فروخت کرتے وقت کہے کہ ''اس میں جو عیوب ہیں، وہ ابھی دیکھ لو، بعد میں جو عیوب ظاہر ہوں گے، میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔'' پھر بعد میں کچھ عیوب ظاہر ہوا، تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: جب چیز فروخت کرنے والے نے پہلے سے کہہ دیا تھا اور خریدنے والے

نے قبول کرلیا تھا،تو بعد میں ظاہر ہونے والے عیوب کا ذمہ دار فروخت کرنے والانہیں ہوگا۔

**سوال**: تیمّم کا کیا حکم ہے اور اس میں ہاتھ کا مسح بغلوں تک کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: پاک پانی میسر نہ ہو،تو پاک مٹی سے تیمّم جائز ہے۔تیمّم میں صرف ہاتھوں اور چہرے کا مسح کیا جاتا ہے، ہاتھوں کے مسح میں بغلوں تک مسح کرنا مشروع نہیں۔اس بارے میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (سنن ابی داود:۳۲۸) ضعیف ہے، اس میں قتادہ رحمہ اللہ کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے،تو (دیکھا) ایک آدمی الگ بیٹھا تھا، جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: فلاں! آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ کہنے لگے:اللہ کے رسول! میں جنبی ہوگیا ہوں اور پانی دستیاب نہیں،فرمایا:مٹی استعمال کرلیں،یہی کافی ہے۔''

(صحيح البخاري : 344، صحيح مسلم : 682)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا .

''زمین میرے لیے مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنادی گئی ہے۔''

(صحيح مسلم : 523)

❀ عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا: میں جنبی ہوں، پانی نہیں ملا،

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز ہی نہ پڑھیے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: امیر المومنین! یاد نہیں، جب میں اور آپ ایک قافلہ میں (سفر کر رہے) تھے؟ ہم جنبی ہو گئے اور پانی نہ ملا، آپ نے نماز نہ پڑھی، مگر میں نے (جانوروں کی طرح) زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: آپ کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، پھر پھونک مار کر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مل لیتے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عمار! اللہ سے ڈریے! سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر آپ چاہتے ہیں، تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا۔

حکم رحمہ اللہ کہتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ نے مجھے بھی یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے، نیز حکم والی سند میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اپنی بیان کردہ روایت کے خود ذمہ دار ہیں۔''

(صحيح البخاري: 339، صحيح مسلم: 112/368)

**سوال**: کیا اونٹ کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہے؟

**جواب**: اونٹ کے حلال ہونے پر امت کا اتفاق ہے، ہر حلال جانور کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہے۔

**سوال**: کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب**: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس پر صحیح احادیث اور آثار صحابہ وتابعین دلالت کناں ہیں۔ جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں! اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔''

(صحيح مسلم: 360)

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ .

''ہم (صحابہ کرام) اونٹ کے گوشت (کھانے) سے وضو کرتے تھے، لیکن بکریوں کے گوشت سے وضو نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 36/1، ح: 517، وسنده صحيحٌ)

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں ان کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 288/4، سنن أبي داوٗد: 184، سنن التّرمذي: 81، سنن ابن ماجه: 494، السّنن الكبرٰى للبيهقي: 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (سنن ترمذی، تحت

حدیث : ۸۱) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۲۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ اعمش رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۱۵۹) میں سماع کی تصریح کی ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

(سنن التّرمذي تحت الحديث :81)

(سوال): ''جلالہ'' کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں، جس کے گوشت سے گندگی کھا کھا کر بدبو آنے لگے۔ ایسے جانور کو فی الفور ذبح کرنا جائز نہیں، بلکہ اسے باندھ کر رکھا جائے، جب اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جائے، یعنی گندگی تحلیل ہو جائے، تو اسے ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَبَنِ الْبَقَرَةِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ (نجاست خور جانور) کا دودھ پینے، مجثمہ (جانور کو باندھ کر تیر اندازی کے ذریعے قتل کرنے) اور مشکیزہ کے منہ سے (منہ لگا کر) پینے سے منع کیا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 226/1، سنن أبي داوٗد : 3786، سنن النّسائي : 4453، سنن التّرمذي : 1825، حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۵۵۲)، امام

ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۹۹) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۸۷) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۰۲/۲، ۱۰۳) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی (۳۴۹/۱۱، ح: ۱۱۹۷۷) میں اس کا بسند ''صحیح'' شاہد بھی ہے۔

**سوال**: اونٹ کا نحر کیا جائے گا یا ذبح؟

**جواب**: اونٹ کو نحر کرنا مسنون ہے، البتہ اگر ذبح کر لیا جائے، تو بھی حرج نہیں۔

❁ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے، جو اپنے اونٹ کو بٹھا کر نحر کرنا چاہ رہا تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے کھڑا کیجئے اور اس کی بائیں ٹانگ باندھ دیجئے، یہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''

(صحيح البخاري: 1713، صحيح مسلم: 1320)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ قَالَ: قِيَامًا عَلٰى ثَلَاثِ قَوَائِمَ مَعْقُولَةً بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ.

''فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ کا معنی یہ

ہے کہ (اونٹ کو) تین ٹانگوں پر کھڑا کر کے اور بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰھُمَّ مِنْكَ وَإِلَیْكَ پڑھ کر نحر کرو۔"

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :7571، وسندهٗ صحيحٌ))

(سوال): اونٹ کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

(جواب): جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، شریعت کی رُو سے ان کا پیشاب پاک ہے، حرمت پر کوئی دلیل ثابت نہیں۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"قبیلہ عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ آئے، ان کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المال کی اونٹنیوں کے پاس جانے اور ان کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ چلے گئے، جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یہ خبر صبح ہی پہنچ گئی، آپ نے ان کے پیچھے صحابہ کو بھیجا، جب دن چڑھ آیا تو ان کو پکڑ لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے، ان کی آنکھیں نکال دی گئیں اور ان کو پتھریلی زمین میں پھینک دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن ان کو پانی دیا نہ گیا۔ ابو قلابہ تابعی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ انجام اس لئے ہوا کہ انہوں نے قتل کیا، چوری کی، ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کیا۔

(صحيح البخاري : ٢٣٣ ، صحيح مسلم : ١٦٧١)

فقہائے امت نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ

پاک ہوتا ہے۔

❁ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب کی وضاحت کرتے ہیں:

غَرْضُهُ إِثْبَاتُ طَهَارَةِ أَبْوَالِ الدَّوَابِّ الْمَأْكُولَةِ لَحْمُهَا .

''امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب پاک ہیں۔''

(شرح تراجم ابواب صحيح البخاري)

❁ شیخ الاسلام ثانی ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''اس واقعے میں حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے کی دلیل موجود ہے کیونکہ حرام چیزوں کو بطور دوائی استعمال کرنا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نماز کے لیے اپنے منہ اور وہ کپڑے دھونے کا حکم نہیں ملا جن کو یہ پیشاب لگتا تھا۔ کسی وضاحت کو وقت ضرورت سے مؤخر کرنا جائز ہی نہیں (اگر یہ پیشاب ناپاک تھا تو اسی وقت ان کو وضاحت کی جانی چاہیے تھی)۔''

(زاد المَعاد : ٤/٨٤)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ٢٣٤ ، صحيح مسلم : ٥٢٤)

اس حدیث سے بھی ائمہ حدیث اور فقہائے امت نے حلال جانوروں کے پیشاب کے

پاک ہونے کو ثابت کیا ہے

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ بکریوں کے باڑوں میں نماز کی اجازت اور اونٹوں کے باڑوں میں نماز کی ممانعت والی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

''ہمارے اصحاب (محدثین) کے ہاں اسی پر عمل ہے، نیز امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی فتوی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ٣٤٩)

**سوال**: اونٹ کی قربانی میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟

**جواب**: اونٹ میں دس حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٨٨، السّنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن التّرمذي : ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم : ٢٣٠/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امامِ ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۰۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔